پیاری پیاری سنتوں سے آگاہی کے سلسلے میں
عظیم مصنف کی طرف سے ایک اور مفید رسالہ

عصا رکھنے کا حکم

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ

تالیف
مفتی محمد فیض احمد اویسی

حضرت علامہ مولانا

باہتمام
سید حمزہ علی قادری



عطاری پبلشرز

پیش لفظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

الحمد للّٰہ وحدہ والصلوٰۃ و السلام علی من لا نبی بعدہ

عصا ہاتھ میں رکھنا انبیاء علیٰ نبیینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنّت ہے اور ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں تو عصائے شریف رشکِ ملائکہ تھا۔ اسی لئے مشائخ عظام اور علمائے کرام کے ہاتھوں میں بعض جدّت پسند فقیر کے ہاتھ میں عصا دیکھ کر مذاق اُڑاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس نے بڑھاپے کے ساتھی کو اپنایا ہوا ہے حالانکہ میرا یہ ساتھی جوانی کا رفیق ہے اور ایسا رفیق کہ اسے طواف وسعی کے علاوہ گنبد خضرا کی جالی مبارک کے سامنے لے جاتا ہوں اور اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دکھاتا ہوں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرے ہاں اور سنّتوں کی کمی ہے لیکن عصا میرا اس لئے ساتھی ہے کہ یہ آپکی سنّت ہے۔ مذاق اڑانے والوں کو اس سنت سے بے خبری ہے تو فقیر کا یہ رسالہ حاضر ہے اگر مغربیت نے سونگھ لیا اور سنت کی تحقیر کا مشغلہ ہے تو جہنّم میں جانے کے لئے تیار رہے یا پھر اسے سنت سمجھ کر مذاق نہ اُڑائے۔ فقیر کی یہ کاوش بھی اسی احیاءِ سنت کے زمرہ میں ہے کوئی اسے اپنائے گا تو اجر وثواب پائے گا۔ اس کی اشاعت بھی عزیزم حاجی محمد احمد صاحب قادری عطاری فرما رہے ہیں فجزاہما اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

۱۳، ذیقعد ۱۴۲۲ھ بروز سوموار مبارک

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرحیم

الحمد لمن لہ المحامد فی العشی و المساء و ھو ثینی علیٰ من اطاعہ و یذم من عصا والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیّد الانبیاء الذین زیّنوا با یدیھم فی الاسفار والاحضار بالعصاء و علیٰ آلہ و اصحابہ الذین اتعتدو ابامام الانبیاء علیھم الفضل التحیت واکمل الثناء ۔

امابعد!

فقیر ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی غفرلہٗ کی یہ عرض گذاشت ہے کہ عصا ہاتھ میں رکھنے کے متعلق وضاحت مطلوب تھی۔ اتفاقاً رسالہ 'الانباء ان العصا من سنن الانبیاء' مصنف مولانا علی بن سلطان محمد القاری رحمۃ اللہ الباری دستیاب ہوا اس کے مطالعے سے میرے ذہن نے کافی مواد جمع کرلیا جو ایک رسالہ کی صورت میں حاضر ہے۔جس کا نام 'خیر العطاء لمن اخذا العصاء' ہے۔خداتعالیٰ قبول فرمائے۔ (آمین)

و ما توفیقی الا باللّٰہ العلیٰ العظیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم الامین

حضرت مولانا علی القاری رحمۃ اللہ الباری نے فرمایا کہ عصا ہاتھ میں لینا انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔حضرت آدم علیہ السلام جب بہشت سے زمین پر تشریف لائے تو آپ کے ہاتھ میں عصا تھا اور وہ مُورو کے درخت کا تھا۔حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں:

کانت من الجنّۃ حملھا آدم علیہ السلام (الانباء)

'وہ عصا بہشتی تھا جسے آدم علیہ السلام نے ہاتھ میں لے رکھا تھا'

وہی عصا حضرت آدم علیہ السلام سے توارثاً حضرات انبیاء علیہ السلام کو اور آخر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پہونچا اور اس میں یہ تاثیر تھی کہ غیر نبی کے ہاتھ میں جاتا تو وہ ہلاک کردیتا اسی الانباء میں ہے:

فتوارثھا الانبیاء علیھم السلام و کان لا یدخرھا غیر نبی الا اکلتہ فصارت من آدم الیٰ نوح ثم الیٰ ابراھیم حتی وصلت الیٰ شعیب و کانت عندہ' فاعطاہ موسیٰ علیہ السلام (الانباء)

فائدہ: حضرت شعیب علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو اس وَقت یہ عصا عنایت فرمایا جب ان کے ساتھ اپنی صاحبزادی کا عقد نکاح فرمایا، چنانچہ مفسر بغوی نے فرمایا:

انہ لما تقاقدا عقد العھودۃ بینھما امر شعیب ابنتہ' ان تعطی موسیٰ عصا یرفع ھاعتم (معالم التنزیل فی قصہ شعیب و موسیٰ علیھما السلام)

فائدہ: حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

قال عکرمہ خرج بھا آدم من الجنۃ فاخذنا جبرائیل بعد موت آدم وکانت معہ حتی لقیما بھا موسیٰ لیلا فدفعھا الیہ (الانباء)

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے عصا لے کر باہر تشریف لائے ان کے وصال شریف کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے لے لیا اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مُلاقی ہوئے تو وہی عصا ان کو دے دیا۔

قرآن میں موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا تذکرہ متعدد مقامات پر آیا مثلاً:۔

(۱) وماتلک بیمینک یموسیٰ قال ھی عصای الخ

ترجمۂ کنزالایمان: تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے، موسیٰ (علیہ السلام) نے عرض کی یہ میرا عصا ہے۔

(۲) فالقٰی عصاہ فاذا ھی ثعبان مبین

ترجمۂ کنزالایمان: پس موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ڈال دیا وہ فوراً ایک ظاہر اژدہا ہوگیا۔

فائدہ: امام بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کے عصا کی مختلف شکلیں تھیں اور اسکے آخری حصّے میں دانت تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بحالتِ قیام کام دیتا تھا اور اس کی مختلف شکلیں ہو جاتی تھیں جس طرح کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ضرورت پیش ہوتی۔

عصائے موسوی کا نام

حضرت مقاتل مفسر فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا نام تبعیہ تھا۔ (مظھری)

فوائد عصائے موسوی

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا میں بڑے فوائد تھے چند حاضر ہیں:۔

(۱) اسے موسیٰ علیہ السلام کندھے پر رکھ کر اپنا زادِ راہ اٹھایا کرتے۔

(۲) اس کی دونوں شاخوں پر لکڑی ڈال کر اس کے اوپر کمبل ڈالتے اس سے سایہ حاصل کرتے۔

(۳) اگر کنویں کی رسی چھوٹی ہوتی تو اسے ملا کر اس سے رسی کا کام لیتے۔

(٤) اگر ان کی بکریوں پر درندے حملہ کرتے تو عصا سے درندوں کو مارتے۔

یہ وہ اسباب ہیں جو ولی فیھا مارب اُخریٰ میں مضمر ہیں۔ (مظھری)

اس کے علاوہ موسیٰ علیہ السلام نے خود بھی صراحۃً بیان فرمائے ہیں:۔

كما قال عزوجل حكاية عنه اتوكا عليها (۵) جب تھک جاتا ہوں تو چھلانگ لگاتے وقت اور بکریاں چراتے وقت اس پر سہارا لیا کرتا ہوں۔ (٦) واهش بها علىٰ غنمی یعنی اسے درخت پر مارتا ہوں تو پتے بکریوں کے سروں پر گرتے ہیں جنہیں وہ کھاتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ (المظهری تحت هذه الآية)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مذکورہ بالا فوائد کے علاوہ دیگر بھی مروی ہیں مثلاً:۔

(۱) عصا پر کھانے پینے کا سامان لاد دیتے اور وہ چل پڑتا۔

(۲) زمین پر اسے مارتے تو ایک وقت کا کھانا حاصل ہو جاتا۔

(۳) زمین میں گاڑتے تو اس سے پانی بہہ نکلتا۔

(٤) جب نکال لیتے تو پانی بند ہو جاتا۔

(۵) اگر انہیں کسی میوہ کی خواہش ہوتی تو عصا کو زمین میں گاڑتے تو عصا درخت بن جاتا اس پر پتے بن جاتے اور پتوں میں ثمر نکل آتا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام تناول فرماتے۔

(٦) کنویں سے پانی کی ضرورت ہوتی تو عصا کی ایک شاخ ڈول اور دوسری جانب رسی بن جاتی جس سے پانی کھینچ کر پینے کا پانی حاصل کر لیتے۔

(۷) اندھیری رات میں روشنی کا کام دیتا۔

(۸) دشمنوں سے لڑ کر دشمن کی بیخ کنی کرتا۔ (الانباء للملا علی القاری رحمۃ اللہ الباری)

سلیمانی عصا (علیٰ صاحبها الصلوٰة والسلام)

حضرت سلیمان علیہ السلام کا بھی عصا تھا جس کا ذکر قرآن کریم میں یوں ہے:۔

فلما قضينا عليه الموت مادلهم علىٰ موته الادابة الارض تاكل منها

پس جب کہ ہم نے سلیمان (علیہ السلام) پر موت کا حکم دیا تو اسکی موت کسی نے نہ بتائی مگر دیمک نے جو وہ آپکے عصا کو کھاتی رہی۔

مفساة نسأت الغنم سے ماخوذ ہے ای زجرتها و سقتها یعنی بکریوں کو میں ہانکا اسی سے ہے، نسأ اللّٰه رجله ای اخيره یعنی اسی سے لفظ نساء جو باب الرباء فقہ کے مسائل میں آتا ہے نساء بمعنےٰ اُدھار وغیرہ۔

داؤدی عصا

مروی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے بیت المقدس کی بنا اس مقام پر رکھی تھی جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خیمہ نصب کیا گیا تھا، اسی عمارت کے پورا ہونے سے قبل حضرت داؤد علیہ السلام کے وصال کا وقت آ گیا تو آپ نے اپنے فرزند ارجمند حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس کی تکمیل کی وصیت فرمائی چنانچہ آپ نے اس کی تکمیل کا حکم شیاطین کو دیا۔ جب آپ کی وفات کا وقت قریب پہونچا تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اُن کی وفات شیاطین پر ظاہر نہ ہوتا کہ وہ عمارت کی تکمیل میں مصروف رہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی عادت تھی کہ عبادت کیلئے مہینوں تک تخلیہ میں بیٹھا کرتے تھے آخری وقت میں بیٹھے تو ٹھوڑی کے نیچے عصا لگا ہوا تھا عبادت ہی میں روح پرواز کر گئی۔

سوال سلیمان علیہ السلام پر اچانک موت کیوں طاری کی گئی؟

جواب اس میں چند مصلحتیں تھیں:۔

(۱) سلیمان علیہ السلام کے جسم پر آثار موت ظاہر نہ ہوں۔

(۲) جنّات علمِ غیب کے مدعی تھے ان کے علم غیب کے دعویٰ پر پتھر پڑ گئے۔

(۳) انتظامِ مملکت تمام کرانا مقصود تھا لوگوں نے یہی سمجھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام زِندہ میں اندر کوئی جانے کی ہمّت نہ رکھتا تھا باہر سے سلیمان علیہ السلام کو آنکھیں بند کئے لکڑی پر سہارا دیئے بیٹھا ہوا مشغول بحق دیکھتے تھے۔ (کنز العرفان و حقانی)

گرتوں کا سہارا عصائے مُحمّد (صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم)

احادیث، حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی حالتِ خطبہ میں عصا ہاتھ میں لیتے تھے:

(۱) عن عطاء مرسلاً کان ﷺ اذا خطب یعمد علیٰ عنزۃ او عصا داہ الشافعی

'جب آپ خطبہ دیتے تو عنزہ یا عصا پر سہارا لگاتے۔'

(۲) عن سعد القرط انہ علیہ الصلوٰۃ و السلام کان اذا خطب فی الحرب خطب علی قوس و اذا خطب فی الجمعۃ خطب علی عصا (رواہ ابن ماجہ، الحاکم والبیہقی)

یعنی جب آپ جنگ میں خطبہ دیتے تو قوس پر سہارا لگاتے اور جب جمعہ کا خطبہ دیتے تو عصا پر۔

(۳) سفر میں بھی عصائے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفیقِ سفر ہوتا تھا۔ حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ

کان اذا مسافر حمل معہ خمستہ اشیاء المرأۃ و المکحلۃ و المدری و السواک و المسط و فی روایۃ المقراض (عوارف المعارف)

نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر پر تشریف لے جاتے تو پانچ اشیاء آپ کے ساتھ ہوتیں: (۱) آئینہ (۲) سرمہ دانی (۳) چھری (٤) مسواک (٥) خوشبو کی ڈبیہ، ایک روایت میں مقراض وارد ہے۔ بعض روایات میں عصائے شریف کا ذکر بھی ہے۔

(٤) عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ان اتخذ منبرا فقد اتخذہ ابراھیم وان اتخذت العصاء فقد اتخذھا ابراھیم (الانباء)

یعنی اگر میں نے منبر بنایا تو یہ بھی ابراہیمی سنّت ہے اور اگر میں نے عصا ہاتھ میں رکھا ہے تب بھی ابراہیم علیہ السلام کی سنّت ادا کی ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق بھی عصا رکھنے کی سنّت کا صراحۃً ذکر ملا ہے۔

(٥) عن عبداللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھما انہ قال التوکأ علی العصاء من اخلاق الانبیاء کان الرسول علیہ السلام عصا یتوکأ علیھا ویامر بالتوکیٔ علی اعصاء (الانباء)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ عصا پر سہارا کرنا انبیاء علیہ السلام کی سنّت ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بھی عصا تھا جس پر آپ سہارا کرتے تھے اور ہمیں بھی عصا پر سہارا کا حکم فرماتے۔

(٦) عن ابی امامہ قال خرج رسول اللّٰہ ﷺ متوکأ علیٰ عصا فقمنا لہ فقال لاتقوجوا کما تقوم الاعاجم بتعظیم بعضھم بعضا (ذکرہ صاحب المدخل بروایۃ ابی داؤد)

یعنی حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے ہاں عصا پر سہارا لگاتے ہوئے تشریف لائے تو ہم سب آپ کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ نے فرمایا، عجمیوں کی طرح میرے لئے نہ اٹھو کہ وہ اپنے بعض کی تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔

(٧) جامع صغیر میں ہے کہ

کان علیہ السلام یحب الحراجین ولا یزال فی یدہ منھا (رواہ احمد و ابوداؤد عن انس)

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چھڑیوں کو پسند فرماتے اور آپ کے ہاتھ میں چھڑی ہوتی تھی۔

الدیلمی کی الفردوس میں ہے، عصا ہاتھ میں رکھنا مؤمن کی علامت اور انبیاء علیہم السلام کی سنّت ہے۔

صوفیانہ طریقہ

یہی وجہ ہے کہ صوفیا کرام ہمیشہ عصا اپنے ہاتھ میں رکھتے:

قال علی القاری رحمۃ اللہ الباری ، والصوفیۃ لا یفارقھم العصای ھو ایضاً من السنۃ (الانباء)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری نے فرمایا اور صوفیہ کرام سے عصا کبھی جُدا نہ ہوتا اور یہ بھی سنت ہے۔

فائدہ : بستان میں ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عصا میں چھ فائدے ہیں: (۱) انبیاء علیہم السلام کی سنت (۲) صلحاء کی زینت (۳) اعداء کیلئے ہتھیار (٤) کمزوروں کا یار (٥) مسکینوں کا دوست (٦) منافقین کیلئے دُکھ۔

فائدہ : بزرگوں کا فرمان ہے کہ جب مؤمن ہاتھ میں ڈنڈا لئے ہوتا ہے تو شیطان دُور بھاگ جاتا ہے اور اس سے منافق و فاجر دُور رہتے ہیں، جب وہ نماز پڑھتا ہے تو وہ اُس کیلئے دِیوار بن جاتا ہے اور جب تھک جاتا ہے تو اس پر سہارا کرتا ہے۔ (الانباء علی القاری رحمۃ اللہ الباری)

انبیاء علیہم السلام کا طریقہ

(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

التوکأ علی العصا من اخلاق الانبیاء (علیھم السلام) (الانباء للقاری)

عصا پر سہارا کرنا انبیاء علیہم السلام کی عادت مبارک میں سے تھا۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عصا مبارک تھا۔

وکان یامر بالتوکیٔ علی العصا (ایضاً)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عصا پر سہارا کا حکم فرماتے تھے۔

(۲) حضرت اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

حمل العصا علامۃ المؤمن و سنتہ الانبیاء (رواہ انس مرفوعاً)

عصا ہاتھ میں رکھنا مومن کی علامت اور انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا عجوبہ ﴾

جب موسیٰ علیہ السلام کنوئیں سے پانی نکالنے کا اِرادہ فرماتے تو ان کا عصا بوکہ بن جاتا اور اندھیری رات میں چراغ کا کام دیتا اگر دشمن حملہ آور ہوتا تو عصا دشمن سے لڑتا اور موسیٰ علیہ السلام سے دشمن کو دُور بھگا دیتا وغیرہ وغیرہ۔ (الانباء للقاری رحمۃ اللہ الباری)

موسیٰ علیہ السلام کے عصا مبارک کے بارے میں تفاسیر میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور مزید تفصیل آئے گی۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

انتباہ ﴾ کسی کا طریقہ اپنانا اس سے محبت و پیار کی علامت ہے مثلاً ہمارے دَور میں بہت سارے لوگ انگریزی تہذیب و تمدن کے خوگر ہیں تو لباس، خوراک وغیرہ میں انگریز کی تقلید کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و دیگر انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام واہلِ بیت عظام اور اولیاء وصلحاء علیہم الرحمۃ والرضوان سے عقیدت ومحبت ہے تو چاہئے کہ ان کی تہذیب وتمدن کا عاشق بنے تاکہ کل قیامت میں ان کے ساتھ رہنا نصیب ہو نہ کہ انگریز کے ساتھ۔ کیونکہ قاعدہ مسلّمہ ہے،

المرء مع من احب ’جو جس سے محبت کرتا ہے وہ قیامت میں اس کے ساتھ ہوگا‘

عصائے صحابہ رضی اللّٰہ عنہم ﴾

احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی عصا ہاتھ میں رکھتے تھے بطور تبرک چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عصائے مبارک کا عرض کرتا ہوں۔

قتادہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کا عصا ﴾

امام ابونعیم حضرت ابوسعید خدری سے رِوایت کرتے ہیں کہ اندھیری رات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نمازِ عشاء کے لئے مسجد میں آئے تو راستے میں آپ کے لئے قدرتی شمع روشن ہوگئی، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر فرمایا، نماز کے بعد میرے پاس آنا مجھے تم سے کام ہے۔ قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کے بعد خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ پھر جب قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر جانے لگے تو آپ نے انہیں کھجور کی ٹہنیاں عطا فرمائیں۔

فقال خذ ھذا یضئ لک امامک عشرا و خلفک عشرا

ترجمہ: اور فرمایا انہیں اٹھالو دس تمہارے آگے اور دس تمہارے پیچھے روشن ہوجائیں گی۔

عصائے عبادہ بن بشیر واسدین بن حضیر رضی اللّٰہ عنہما

امام بخاری وبیہقی وحاکم حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبادہ بن بشیر، اسید بن حضیر کی خدمت میں بیٹھے اپنے مطلب کی باتیں کررہے تھے کہ رات ہوگئی اور سخت ظلمت چھاگئی پھر یہ دونوں اٹھے اور اپنے گھر جانے لگے تو ایک صحابی کی لاٹھی روشن ہوگئی، جب دونوں کی راہ جدا ہوئی تو، **اضاءت الاخریٰ عصاء فمشی کل واحد منھا فی ضوع عصاءہ حتی بلغ اھلہ** ...... **ترجمہ:** دوسرے صحابی کی لاٹھی بھی روشن ہوگئی اور یہ دونوں صحابی ان لاٹھیوں کی روشنی میں اپنے گھر تک پہنچ گئے۔ (حجۃ اللّٰہ، صفحہ ۱۷)

فائدہ: عصاء سنتِ صحابہ رضی اللہ عنہم تو ہے ہی لیکن اس روایت سے ایک طرف صحابہ کرام کی کرامت واضح ہے اور ہر ولی اللہ کی کرامت معجزۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم متصور ہوتا ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہِ کرم بھی نور گر ہے۔ یہ اس وقت ہے جب نور صرف روشنی کو سمجھا جائے حالانکہ نور صرف روشنی کا نام نہیں روشنی نور کی ایک قسم ہے اور نور کی بے شمار قسمیں ہیں اور ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعلیٰ اقسام سے نہ صرف متصف ہیں بلکہ ان تمام انوار کے سرچشمہ ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام کا عصا

اس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر فرمایا جب موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر پہونچے تو آپکے ہاتھ میں عصا دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا،

وما تلک بیمینک یموسیٰ اے موسیٰ (علیہ السلام) تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے، عرض کی:

عفی عصای اتوکؤ علیھا واھش بھا علی غنمی ولی فیھا مأرب اخری (۱۲، طٰہٰ)

ترجمہ: یہ میرا عصا ہے راستہ میں تھکان کے وقت اور چلتے وقت اور چراگاہ میں ریوڑ کے سامنے کھڑے ہونے کے وقت اس پر سہارا کرتا ہوں اور اس میں میرے اور بھی مقاصد ہیں یعنی سہارا لینے اور پتے جھاڑنے کے علاوہ بھی میرے بہت سے کام اس سے وابستہ ہیں مثلاً چلتے وقت اسے کاندھے پر رکھ لیتا ہوں اور اس کی دوسری طرف تیر کمان اور دودھ کا برتن اور لوٹا باندھ دیتا ہوں اور اسکی ایک طرف میں زادِ راہ باندھتا ہوں۔ ان جملہ اشیاء کو اسی ڈنڈے کے ذریعے ساتھ رکھنے اور ان کو اٹھانے میں آسانی ہوتی ہے عجیب تر یہ کہ دورانِ سفر یہ میرے ساتھ باتیں کرتا ہے۔ (روح البیان)

موسوی عصا کا تعارف

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا مبارک دوشاخہ تھا اور مِجَن جب کسی درخت کی ٹہنی اونچی ہوتی تو اسے مجن سے نیچے کرتے اور پھر موڑنے کا ارادہ فرماتے تو عصا کے دوشاخوں سے ٹہنی کو سمیٹ لیتے۔ (اس طرح سے ٹہنی سے پتے جھاڑنا آسان ہوجاتا) اور اس عصا کے نیچے کی طرف دو دندانے تھے۔

(۱) جب اسے زمین پر گاڑتے تو زمین سے پانی نکلتا۔

(۲) جو ثمر موسیٰ علیہ السلام چاہتے وہ ڈنڈے سے مل جاتا۔

(۳) جس وقت کنوئیں سے پانی نکالنا چاہتے تو وہ ڈنڈے کو کنوئیں میں ڈال دیتے تو ڈنڈا ابو کہ کی صورت اختیار کر جاتا جس سے پانی نکال لیتے۔

(٤) جب رسی کم ہو جاتی تو عصا کے ساتھ ملا لیتے اس سے پانی نکال لیا جاتا۔

(٥) رات کے وقت وہ چمکتا بھی تھا۔

(٦) اس سے دشمنوں کا مقابلہ کرتے جس سے دشمن بھاگ جاتے۔

(٧) جب درندے بکریوں کے پیچھے پڑتے تو موسیٰ علیہ السلام اس ڈنڈے سے انہیں بھگاتے۔

(٨) نینداور بیداری میں ہوام کو ہٹاتے۔

(٩) دھوپ سے بچنے کے لئے ڈنڈے کو زمین پر گاڑ کر اس پر کپڑا ڈال دیتے جس کے سایہ کے نیچے آپ آرام فرماتے۔

ڈنڈے کا طول و عرض ﴾

ڈنڈے کا طول موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ کے مطابق بارہ ہاتھ تھا۔ جنت کے مورو کے درخت کا بنا ہوا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کو شعیب علیہ السلام اور شعیب علیہ السلام کو ایک فرشتے سے ملا تھا جس نے آدمی کے بھیس میں آکر آپ کے ہاں امانت رکھا تھا۔

فائدہ : کاشفی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ وہ ڈنڈا اصاف لکڑی کا بہشت سے آیا تھا۔ اس کا طول دس گز اور اس کا سر دو شاخہ تھا۔ اس کے نیچے دندانے تھے جسے وہ علیق سے موسوس کرتے یا نبعہ سے۔ آدم علیہ السلام سے بطور وراثت شعیب علیہ السلام کو ملا۔ ان سے موسیٰ علیہ السلام کو حاصل ہوا۔

فائدہ : اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام خلق خدا کے راعی ہیں اور مخلوق جانوروں کی طرح ہے، اسے چارے اور نگرانی کی ضرورت ہے اسے شیطان جیسے بھیڑیے اور نفس جیسے شیر سے بچانا لازمی ہے۔ انسان پر لازم ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے ارشادات پر عمل کرے اور ان کے دروازے پر پڑا رہے اور ان کے اشاروں پر چلے۔

حضرت حافظ قدس سرہٗ نے فرمایا ؎

شبان وادیٔ ایمن گہے رسد بمراد　　　　که چند سال بجان خدمع شعیب کند

ترجمہ : کسی نے اس شعر کو اُردو میں ڈھالا ہے، کبھی چرواہا وادیٔ ایمن میں مراد کو پہونچتا ہے بشرطِ کہ وہ ایک عرصہ تک شعیب علیہ السلام کی جان سے خدمت کرے۔

فائدہ صوفیانہ

اہلِ معرفت نے فرمایا کہ چونکہ ڈنڈا نفسِ مطمئنہ کی صورت میں تھا یہی وجہ ہے کہ موہامات و مخیلات کو فنا کرتا ہے۔ اس لئے کہ سانپ کی ایسی صورت ہے کہ وہ ایمان کی استعداد رکھتی ہے جیسے جنون کو مدینہ طیبہ میں سانپ کی صورت میں دیکھا گیا۔ اس کا ذکر صحاح ستہ میں موجود ہے۔ اسی لئے موسیٰ علیہ السلام نے کہا، **ھی عصای اتوکؤ علیھا** یعنی اس ڈنڈے (نفس مطمئنہ) کے ذریعے اسرارِ الٰہیہ کے مطالب حاصل کرتا ہوں۔

واھش بھا علی غنمی اور اپنی رعایا یعنی اعضاو جوارح اور ایسے جملہ قوائے طبعیہ و بدنیہ کی روحانی غذا پاتا ہوں۔

ولی فیھا مارب اخری اور دیگر وہ کمالات جو مجاہدات بدنیہ و ریاضت نفسیہ سے نصیب ہوتے ہیں میں اسی کے ذریعے حاصل کرتا ہوں۔ جب یہ مجاہدہ و ریاضت میں میرے کام آتا ہے اور رجوع الی اللہ سے مجھے آگاہی دیتا ہے تو معصیت طاعت سے تبدیل ہو جاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا،

یبدل اللّٰہ سیئاتھم حسنات 'اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں سے تبدیل کرتا ہے۔'

سوال سوال تو لاعلمی کی وجہ سے ہوتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کیوں سوال کیا؟

جواب نمبر ۱ یہ عام قاعدہ ہے کہ جب کوئی حقیر شے سے نفیس و اعلیٰ جوہر ظاہر کرتا ہے تو چاہتا ہے کہ اس کا مشاہدہ عوام کو بھی ہو۔ اس معنے پر وہ سوال کے طور پر کہتا ہے: **ما ھذا؟** اس کے جواب پر مقصد ظاہر ہو جاتا ہے۔

چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے ڈنڈے کی حقیقت کو ظاہر فرمایا تو اس کی مثال یوں ہے کہ ایک لوہے کا معمولی ٹکڑا دکھایا جائے جسے دیکھنے والا حقیر شے سمجھتا ہے۔ چند دنوں کے بعد اس سے بہتر زرہ تیار کر کے اسے کہا جائے کہ یہ وہی لوہا ہے جسے تم حقیر سمجھتے تھے بعینہٖ جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اس عصا سے اپنی عجائبات قدرت دکھائے تو پہلے فرمایا کہ یہ کیا ہے ایک لکڑی ہے جس سے نہ نفع ہے نہ نقصان۔ لیکن جب ایک بڑا اژدھا دکھایا گیا تب واضح ہوا کہ یہ ایک قدرت ایزدی کا نمونہ ہے اور اسکی حکمتوں کا ایک باب۔

جواب نمبر ۲ علامہ کاشفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ یہ استفہام تنبیہ کے لئے ہے گویا مخاطب کو فرمایا کہ آیئے قدرت کے عجائبات ملاحظہ کیجئے۔

روح البیان میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے امتحان لیا اور تنبیہ فرمائی تاکہ انہیں معلوم ہو کہ عصا کا اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک نام اور بھی ہے اور اس کی ایک حقیقت اور ہے جسے وہ نہیں جانتے اور کہیں کہ یا اللہ اس کا علم تجھے ہے۔ یہ تنبیہ اس وقت کی گئی جب انہوں نے اس کا علم اپنی طرف منسوب فرمایا: '**کما قال ھی عصای**'۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرمایا کہ تیرے جواب میں دو لغزشیں ہیں: (۱) اس کا ڈنڈا نام بتایا (۲) اس کا علم اپنی طرف منسوب فرمایا، بلکہ صحیح جواب یہ ہے کہ یہ میرا ثعبان ہے تیرا ڈنڈا نہیں۔

جواب نمبر ۳﴾ بعض مشائخ رحمہم اللہ نے فرمایا کہ سوال کی حقیقت یہ تھی کہ موسیٰ علیہ السلام کو تنبیہ ہو جائے کہ یہ ڈنڈا ہے اس سے خوفزدہ نہ ہو، یہ اژدھا بن جائے اور یہ تمہارا معجزہ ہے اسی لئے ان سے بار بار خطاب سے نوازتا کہ وہ اس سے مانوس ہوں اس سے انہیں وحشت نہ ہو اور ساتھ اس کی ہیبت جلالیہ سے بھی نہ گھبرائیں جو کلام سے طاری ہو کیونکہ وہ کلام از جنس مخلوق نہ تھا اور وہ خوف ان کے دل سے دُور ہو جو انہیں درخت سے غیر مالوف طور پر بات سنائی دی اور ملائکہ کی تسبیح سے ان کے دِل میں سکون بیٹھا ہوا تھا یہی وجہ ہے کہ اس کے بعد ان کا دل مضبوط ہوا تو کلام طویل فرمایا۔

موسوی ڈنڈے کا حال اور کارنامہ﴾

روح البیان پارہ ۹، میں ہے کہ جب جادوگروں کی رسیوں اور ڈنڈوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا مبارک نے جلدی سے جھپٹنا بھر کر کھالیا تو حاضرین مجلس یعنی تماشائیوں اور خود جادوگروں کی طرف متوجہ ہوا تو وہ ڈر کے مارے بھاگے اور جلدی میں ایک دوسرے پر گرے تو ہزاروں کی تعداد میں مرگئے۔ (زرقانی میں ان کی پچیس ہزار تعداد لکھی ہے) واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور روح البیان میں اسّی ہزار لکھا ہے۔ اُن کی تعداد صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے اپنے ہاتھ میں لے لیا تو پھر عصا بن گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے اس کی سانپ والی ہیئت کو مٹا دیا یا اس کے غلیظ اجزاء کو لطیف ترین بنا دیا۔ جادوگروں نے یہ کیفیت دیکھ کر فیصلہ کیا کہ اگر یہ عصا بھی جادو ہوتا ہے تو اس کے ختم ہو جانے کے بعد ہماری رسیاں اور ڈنڈے باقی بچ رہتے۔

نیز روح البیان (پارہ ٦) میں ہے کہ جب ڈنڈا سانپ بن گیا تو جہاں سے گذرتا ہر شے کو کھائے جارہا تھا یہاں تک کہ پتھر اور درخت وغیرہ۔ اس کی آنکھیں آگ کی طرح چمکتی تھیں اور دانتوں سے سخت قسم کی آواز آتی تھی اس کے دونوں جبڑوں کی درمیانی مسافت چالیس یا اسّی ہاتھ تھی۔ وہ کھڑا ہوا تو اوپر کی ایک میل کی مسافت ہوتی۔ اس سانپ نے اپنا جبڑا فرعون کے محل کی دیوار پر ڈالا اور اس کے قبہ کو ایک دانت سے لے لیا اور فرعون کی طرف چلا تو فرعون گوز مارتا ہوا بھاگا اور اس دِن اُسے چار سو دست آئے۔ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا سانپ کو واپس بلالو میں آپ پر ایمان لاؤں گا اور آپ کی قوم آپ کو دے دوں گا۔

نوٹ﴾ عصائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات آئندہ اوراق میں آتے ہیں یہاں ایک ولی اللہ کے ڈنڈے کا کمال ملاحظہ فرمائیں۔

ولی اللہ کا ڈنڈا﴾

ایک ولی اللہ جنگل میں مقیم تھے ان کے پاس مہمان بکثرت آتے تھے لنگر کے ضروریات کے لئے آپ کو تکلیف ہوتی تھی۔ آپ نے اپنے ڈنڈے کو فرمایا انسان ہو جا اور بازار سے لنگر کے سودے لے آ۔ جب وہ کام پورا کر لیتا تو وہ اسے فرماتے ڈنڈا ہو جا۔ پھر وہ بدستور ڈنڈا ہو جاتا۔ (جمال الاولیاء)

ازالۂ وہم﴾ قدرت ایزدی کرامت میں ظہور فرماتی ہے جیسے معجزات بھی قدرتِ ایزدی کا کرشمہ ہے اس کی مزید تحقیق کے لئے فقیر کا رسالہ 'بڑھیا کا بیڑا' اور غوث اعظم کی کرامت پڑھئے۔

عصائے مُحمّد (صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم)﴾

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ عصائے محمدی وعصائے موسوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا فرق بتاتے ہیں ۔

عصائے کلیم اژدہائے غضب تھا گِرتوں کا سہارا عصائے محمد ﷺ

اس شعر کی شرح فقیر کی شرح حدائق میں دیکھئے۔ یہاں پر عصائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات ملاحظہ ہوں۔

(۱) ایک رات نمازِ عشاء کے لئے تشریف لے گئے۔ رات اندھیری تھی اور بارش بھی ہو رہی تھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت قتادہ بن نعمان کو دیکھا انہوں نے عرض کیا میں نے خیال کیا کہ نمازی کم ہوں گے اس لئے چاہا کہ جماعت میں شامل ہو جاؤں۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہو کر حضرت قتادہ کو کھجور کی ایک ڈالی دی اور فرمایا کہ یہ ڈالی دس ہاتھ تمہارے آگے اور دس ہاتھ تمہارے پیچھے روشنی کرے گی جب تم گھر پہنچو تو اس میں ایک سیاہ شکل دیکھو گے اس کو مار کر باہر نکال دینا کیونکہ وہ شیطان ہے۔ جس طرح حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ویسا ہی ظہور میں آیا۔ (شفا شریف وغیرہ)

جنگ بدر میں حضرت عکاشہ بن محصن کی تلوار ٹوٹ گئی وہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے حضور نے ان کو ایک لکڑی عنایت فرمائی۔ جب عکاشہ نے ہاتھ میں لے کر ہلائی تو وہ ایک سفید مضبوط تلوار بن گئی جس سے وہ جنگ کرتے رہے اس تلوار کا نام عون تھا۔ حضرت عکاشہ اس کے ساتھ جہاد کرتے تھے یہاں تک کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں ایام الردۃ میں شہید ہوئے۔ (سیرتِ ابن ہشام)

(۲) جنگِ احد میں حضرت عبداللہ بن جحش کی تلوار ٹوٹ گئی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو ایک کھجور کی شاخ عنایت فرمائی تو وہ تلوار بن گئی۔

عصائے موسیٰ علیہ السلام کے دیگر کمالات

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصائے مبارک میں اور بھی بہت سے بڑے کمالات تھے، یہاں چند ایک مشہور کمالات عرض کر کے بالمقابل اپنے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات بھی پیش کروں گا تا کہ یقین ہو کہ ؎

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حفاظتِ جانِ موسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مشہور و معروف معجزہ عصا بھی ہے لکڑی کا عصا تھا مگر دشمنوں کے لئے اژدہا بن کر آپ کی حفاظت کرتا تھا جیسا کہ ایک نمونہ ابھی فقیر نے عرض کیا۔

حفاظت جان جانان (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وہ شانِ عالی ہے کہ بغیر اژدہا و دیگر اسباب کے اللہ تعالیٰ نے خود حفاظت کا وعدہ فرمایا۔

و اللّٰہ یعصمک من الناس (پارہ۶)

اللہ تعالیٰ لوگوں سے تمہاری حفاظت کرے گا۔

اور اس وعدہ کے ایفاء کے واقعات تفاسیر کتب سیر میں مفصل ہیں۔ فقیر یہاں ایک حوالہ عرض کرتا ہے جس سے ثابت ہو کہ سرورِ انبیاء، حبیبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نرالی شان ہے اور آپ کی حفاظت وصیانت بغیر عصا کے بھی ہو جاتی ہے۔ امام رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ جب ابوجہل نے پتھر سے آپ کو شہید کرنے کا ارادہ کیا تو: رای کتفیہ ثعبانین فانصرف مرعوبا (زرقانی، جلد۵، صفحہ ۱۹۵) میں نے آپ کے شانہ ہائے اقدس پر دو اژدہے دیکھے اور ابوجہل سراسیمہ ہو کر بھاگا۔

فائدہ: اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر عصائے کلیم اژدہا بن کر سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی حفاظت کیا کرتا تھا تو یہ چیز ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلا عصا ہی حاصل تھی اور آپ کی حفاظت اور صیانت خود اللہ تعالیٰ ہی فرماتا ہے، جیسا کہ اوپر گذرا۔

پانی کے چشمے ﴾

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تفجر ماء من الحجارۃ کا معجزہ عطا ہوا اور آپ نے پتھر سے پانی کا چشمہ جاری کر دیا۔ لیکن......

محمّدی چشمے ﴾

احادیثِ مبارکہ و معجزاتِ محمدیہ کے مطالعہ کرنے والوں کو معلوم ہے کہ سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ دکھایا جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی شیدا ہو گئے۔

یعنی کلیم نے تو پتھر سے اور حبیب نے اُنگلیوں سے دریا بہا دیئے۔

پنجۂ مہر عرب ہے جس سے دریا بہہ گئے　　چشمۂ خورشید میں نام کو بھی نم نہیں

(۱) امام بخاری حضرت انس سے راوی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقامِ زوراء میں تھے آپ کے سامنے ایک پیالہ لایا گیا تھا جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔

فوضع کفه فیه فجعل الماء ینبع بین اصابعه کانوا ثلاثمائة
(خصائص کبریٰ، جلد ۲، صفحہ ۴۰)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک پیالہ میں رکھا انگشتِ مبارکہ سے پانی نکلنے لگا پانی پینے والے تین سو آدمی تھے۔

(۲) امام بخاری و مسلم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگِ حدیبیہ میں پانی نہ رہا لشکر پر پیاس کا غلبہ ہوا صحابہ کرام نے خدمتِ اقدس میں عرض کی سرکار پانی نہیں ہے۔

فوضع النبی ﷺ یده فی الرکوة فجعل الماء یفور من بین اصابعه کامثال العیون (خصائص کبریٰ، جلد ۲، صفحہ ۴۰)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دستِ اقدس چھاگل میں ڈالا تو انگشت ہائے مُبارک سے چشموں کی طرح پانی جوش مارنے لگا۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ اگر ایک لاکھ آدمی ہوتے تو وہ بھی اس پانی سے سیر ہو جاتے مگر ہم پندرہ سو آدمی تھے۔

نکتہ ﴾ اگر موسیٰ علیہ السلام نے پتھر سے پانی جاری کر دیا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انگلیوں سے دریا بہا دیئے اور پتھر سے پانی جاری ہونا عجیب نہیں جتنا کہ اُنگلی سے پانی جاری ہونا عجیب و غریب ہے۔ کیوں کہ پتھر سے پانی نکلا کرتا ہے مگر گوشت پوست سے پانی نہیں نکلتا۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ؎

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجابِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

عصائے موسیٰ کی مار ﴿

موسیٰ علیہ السلام نے عصا مار کر پانی جاری کر دیا۔

ٹھوکرِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ﴿

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پتھر پر ٹھوکر مار کر پانی کا چشمہ بہا دیا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ ابنِ سعد وحبیب وابنِ عساکر حضرت سعید سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مرتبہ اپنے چچا ابوطالب کے ہمراہ ذوالمجاز جو کہ عُرفہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے تشریف لے گئے ابوطالب کو پیاس لگی اور سخت پیاس لگی۔ انہوں نے خدمتِ اقدس میں تشنگی کی شکایت کی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ سُن کر پتھر کو ایڑی ماری۔

فاھوی بعقبہ الی الارض (وفی روایۃ) الیٰ سخرۃ فرکضھا قال ابو طالب فاذا انا بماء لم اری مثلہ فشربت حتی رکضھا فعادت کما کانت (خصائص کبریٰ، جلد ۲)

ایک پتھر کو ایڑی لگائی۔ ابوطالب کہتے ہیں کہ پس ناگاہ وہاں ایک بہت بڑا چشمہ جاری ہو گیا ایسا چشمہ کہ میری آنکھوں نے اس سے قبل نہ دیکھا تھا میں نے خوب سیر ہو کر پیا پھر آپ نے ایڑی لگائی اور پانی بند ہو گیا۔

موازنہ ﴿ حضرت موسیٰ علیہ السلام تو عصا مارتے پھر کہیں پانی نکلتا ہے مگر یہاں عصا مارنے کی ضرورت نہیں ہے یہاں تو پائے اقدس میں عصائے موسیٰ (علیہ السلام) سے کہیں بڑھ کر طاقت ہے۔

معجزہ موسیٰ علیہ السلام ﴿

فرعون کے مقابلے میں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا مبارک اژدھا بن گیا تو یہ معجزہ دیکھ کر فرعون کے جادوگر بول اُٹھے ہم اس ربِّ جلیل کی ذات پر ایمان لائے۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کا ربّ ہے۔

معجزہ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ﴿

جب رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اِرادہ سے کلاہ نکلا۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ مبارک میں لکڑی کا ایک دستہ تھا۔ آپ نے اس کو زمین پر رکھ دیا۔ تو وہ اژدھا بن گیا۔ جب کلاہ نے یہ اعجاز دیکھا تو آپ سے پناہ مانگی۔ پھر وہ دستہ جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا۔ (معجزاتِ نبویہ، امام محمد بن یحییٰ حلبی رحمۃ اللہ علیہ)

معجزہ موسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اپنا دستِ مبارک فرعونیوں کے سامنے بغل سے نکالتے تو اسکی چمک اور دمک دیکھ کر بھاگ جاتے تھے۔

معجزہ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

رسولِ محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک غزوہ خیبر کے روز اس قدر روشن تھا کہ جب کافر اس کو دیکھتا تو وہ اس سے ڈر کر بھاگ جاتا ۔

کافروں پہ تیغ والا سے گری برق غضب　　　ابر آ سا چھا گئی ہیبت رسول اللہ کی

معجزہ موسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب عصا مبارک دریائے نیل میں مارا، تو دریا پھٹ گیا اور راستہ بن گیا۔ جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے رفقاء نے دریا کو عبور کر لیا اور فرعون اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہلاک ہوگیا۔ جو کہ قرآن پاک میں تفصیلاً ذِکر کیا گیا ہے۔

معجزہ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی طرف صحابہ کرام علیہم الرضوان کی جماعت بھیجی جن میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے۔ تو کفّار نے ان کو دریا عبور نہ کرنے دیا اور دریا پر ہی روک دیا۔ تو انہوں نے اپنا واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک چھڑی روانہ فرمائی اور فرمایا اس کو دریا پر مارنا تو جب انہوں نے دریا پر چھڑی کو مارا تو دریا نے راستہ دے دیا اور انہوں نے آسانی سے دریا کو عبور کر لیا۔

معجزہ موسیٰ علیہ السلام

حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے جب آپ علیہ السلام سے پانی طلب کیا تو آپ نے علیہ السلام عصا مبارک مار کر ایک بڑے پتھر سے پانی جاری کر دیا۔ یہ واقعہ بھی قرآنِ پاک میں موجود ہے۔

معجزہ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک کے روز بارہ ہزار صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بھیجا وہ ایسی جگہ پر پہونچے جہاں پانی کا نام و نشان تک نہ تھا۔ ایک پانی کا پیالہ منگوا کر اس میں اپنی اُنگلیاں مبارک ڈالیں تو آپ کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ بہنے لگا اور سارے صحابہ نے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ (معجزاتِ نبویہ)

مزید معجزات موسوی ومحمدی علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسلام فقیر کی تصنیف ''تہاداری'' میں پڑھئے۔

فقط والسلام مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابوالصالح
محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ
۱۳، ذیقعد ۱۴۲۲ھ بروز سوموار مبارک عند صلوۃ العصر